بسم اللہ الرحمن الرحیم

محاضرہ بہ عنوان

جین مذہب کا تعارف

اور ان کا مشہور تہوار: دیوالی

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

پیش کردہ

مفتی محمد تمیم قاسمی

استاذ ادارۂ کہف الایمان حیدر آباد

جین مذہب کا تعارف

جین، جینا سے ماخوذ ہے۔ جینا کا مطلب (اپنی طرف) مائل کرنا، قابو میں لانا، جینا کالفظی مطلب ایسا شخص جس نے تمام جذبات پر غلبہ پایا اور نجات حاصل کر لی، جینیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کا مذہب بہت پرانا مذہب ہے، سب چھتری گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں، جین روایت کے مطابق رامشو پہلا اور مہاویر وردھمان چوبیسواں تیر تھنکر تھا، ان کا کہنا ہے کہ ان کے مصلحین کی عمریں ناقابل یقین حد تک طویل تھیں اور وہ انتہائی دراز قد تھے، ان میں سے اولین ترین مصلح آدمی ناتھ کی عمر کئی کروڑ سال تھی اور قد بھی بہت اونچا۔ سب سے آخری مصلح کا نام پرسوناتھ تھا۔

موجودہ جین مت کا بانی مہاویر اصل نام وردہ مان کو قرار دیا جاتا ہے، مہاویر سے پہلے جین مت میں تیس (۳۰) مصلحین گزرے، مہاویر کا تعلق کھشتری خاندان سے تھا، تیس (۳۰) سال کی عمر میں ہندومت کو خیر باد کہا اور راہبانہ زندگی شروع کی، بارہ (۱۲) سال تک صرف ایک لباس استعمال کیا، ۴۲/ سال کی عمر میں نروان (گیان) حاصل ہو۔ ۷۲/ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

مہاویر کی پیدائش پرسوناتھ سے ڈھائی سو سال بعد ہوئی، پرسوناتھ کا زمانہ آٹھویں صدی ق م ہے، پرسوناتھ کے باپ کو بنارس کا راجہ بتایا جاتا ہے اور ایک عرصہ تک عیش و تنعم اور خوشحالی کی زندگی بسر کی، اس کے بعد راہبانہ زندگی اختیار کی، ۸۴/ دن کے مراقبے کے بعد مکمل علم حاصل کرلیا۔

حصولِ علم کے بعد ستر سال زندگی کو مکمل ترین بنانے اور طہارت، پاکیزگی اور تقدس حاصل کرنے میں لگی، ان منازل سے گزرنے کے بعد سمیتا پہاڑ پر اور پیروں کے درمیان نروان حاصل ہوا۔

اس نے اپنے ماننے والوں کو عدمِ تشدد، صداقت، چوری سے اجتناب اور

رہبانیت کی تعلیم دی، کسی ذی روح کو ہلاک کرنا قابل مذمت عمل قرار دیا، اور ہمیشہ کنوارہ رہنا ہوگا راہبانہ زندگی گزارنی ہوگی، آخری دو اصول جینیوں نے ترک کردیے اہنسا کا عقیدہ عدم تشدد۔

جین مت کے دو اہم فرقے

۱- سوتیا نمبر اس فرقے کے لوگ ، یہ لوگ اکثر سفید لباس پہنتے ہیں، اور ان کی اکثریت شمالی ہندوستان میں آباد ہے

۲- گمبر (اس فرقے کے لوگوں کو سکائی کلیڈ" بھی کہا جاتا ہے، یہ لوگ آسمانی رنگ کی ایک چادر پہنتے ہیں اور اکثر لوگ برہنہ پھرتے رہتے ہیں، ان لوگوں کی اکثریت جنوبی ہندوستان میں آباد ہیں۔

جین مت کی تعلیمات

موجودہ جین مت کے مطابق انسان کی کامیابی صرف اور صرف انسان کی ذاتی سعی وکوشش پر منحصر ہے، اس میں کسی غیبی طاقت کے فیصلے یا دیوتاؤں کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہے؛ لہٰذا انسان جتنی محنت کرے گا وہ اتنا ہی کامیاب وکامران قرار پائے گا، اس سلسلے میں ان کے ہاں مختلف نوعیت کے قوانین، ضابطوں اور اصولوں کی کئی فہرستیں ہیں جو جین مت کے ماننے والے ہر فرد کی کامیابی کے لیے لازم قرار دی گئی ہیں اور انہیں عمل میں لانا ہی نجات کا ذریعہ ہے، اور یہ قوانین وضوابط اس قدر زیادہ اور سخت ہیں کہ انسان کی ذاتی ومعاشرتی، افرادی واجتماعی زندگی کے ہر گوشہ میں ان کا دخل ہے؛ البتہ یہ فطری امر ہے کہ ہر انسان خواہشات وضروریات میں ایک طرح نہیں ہوتا اور اسی طرح عمل کے جذبے بھی ہر جگہ ایک جیسے نہیں ہوتے تو جین مت کی تعلیمات میں لوگوں کے لیے یہ آسانی کی گئی ہے کہ وہ مکمل ترک دنیا نہ بھی کریں اور عمومی سماجی زندگی بسر کرنا چاہیں تو اس صورت میں ان کو اخلاقی ضوابط کی سب سے آسان اور نرم شکل کو ماننا کافی ہوگا جس کا نام انو ورتا ہے اور اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ جو انسان اس پر عمل کرے گا اگرچہ اس کے

لیے رخصت اور نرمی کے بہت سے پہلو تو موجود ہیں؛ مگر یہ چیز اس میں اعلیٰ ترین اخلاقی اقدار پیدا کرنے کا سبب اور ذریعے بنے گی ،جین مت میں اس ہلکی اور آسان شکل کو ماننے والے مردوں کے لیے شروک جبکہ عورتوں کے لیے شروکا کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے ان کو گرسنی بھی کہا جاتا ہے۔

البتہ ایسے لوگ جو جین مت کی اخلاقی تعلیمات کو مثالی (مہاورتا) صورت میں اپنانا چاہتے ہوں ان کو مکمل سنیاس لینا ہوگا اور اس High level کی تعلیمات کو اپنانے والے مردوں کے لیے سادھو جبکہ عورتوں کے لیے سادھوی کا لفظ بولا جاتا ہے اور ان کو بھکشو بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ انہیں تعلیمات کو جو گرہست لوگوں کے لیے ہیں زیادہ سخت شکل میں اور نہایت باریک بینی سے عمل میں لاتے ہیں اور اس کے علاوہ کئی ایسے قوانین پر بھی عمل پیرا ہوتے ہیں جو صرف سادھوؤں کے لیے ہی مخصوص ہیں۔

جین مت کی اخلاقی تعلیمات

سب سے بنیادی اہمیت انہی پانچ باتوں کی ہے جنہیں پانچ ورت بھی کہا جاتا ہے جن پر ہر جینی کو تاعمر عمل کرنے کا عہد کرنا پڑتا ہے۔

۱- اہنسا: جس کا مطلب ہے کسی جاندار (ذی روح) کو تکلیف نہ دینا، جس طرح انسان اپنے جسم و جان کی حفاظت اور احترام کرتا ہے اس طرح دوسروں کی بھی کرنی چاہیے۔

۲- ستیام: اس کو سچائی کہتے ہیں انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ سچائی کو اپنائے اور کسی کے مال کو غلط طریقوں سے حاصل نہ کرے۔

۳- استیام: اس کے معنی ہے چوری کاری سے پرہیز، ہمیشہ حلال روزی کمائے، اور ناجائز آمدنی اور دوسروں کے مال کو اپنے لیے حرام سمجھے۔

۴- برہمچاریام: اس کے معنی عفت یا پاکدامنی کے ہیں، ہر گھڑی گناہ سے دور رہے اور پاک دامنی کی زندگی بسر کرے۔

۵- اپری گراہہ: مادی لذتوں سے بچنا، انسان یہ کوشش کرے کہ حواس خمسہ: سننے، چکھنے، سونگھنے، دیکھنے اور چھونے کی طاقتوں پر غلبہ حاصل ہو جائے؛ کیوں کہ مادی لذات انسان کو گمراہی کے اندھے کنویں میں دھکیل دیتی ہیں۔

تین قسم کے ضبط نفس

جین مت میں تین قسم کے ضبط نفس ہیں: ذہن کو برے اور ناپسندیدہ خیالات سے پاک رکھنا، گفتگو پر ضبط، جسمانی حرکات پر ضبط۔

پانچ طرح کی احتیاطیں

پانچ طرح کی احتیاطیں: چلنے پھرنے، بولنے چالنے، بھیک مانگنے یا کھانا کھانے کی چیزوں کو رکھنے یا اٹھانے یا رفعِ حاجت کے دروان انتہائی احتیاط، ان اعمال کے دوران کسی چھوٹے سے چھوٹے جاندار کو تکلیف نہ پہنچے یا اس کی جان ضائع نہ ہونے پائے۔

دس نیکیاں

دس نیکیاں: حد درجہ کی معافی، حد درجہ کی نرمی، حد درجہ کا اخلاص، حد درجہ کی قناعت، حد درجہ کی راست، حد درجہ کا ضبط نفس، حد درجہ کی ریاضت، حد درجہ کا ترک دنیا، حد درجہ کی بے لوثی، حد درجہ کی پاکبازی۔

بارہ قسم کے مراقبے

بارہ قسم کے مراقبے کے موضوعات: دنیا کی بے ثباتی، انسان کی بے بسی، روح کی دنیاوی قید، انسان کی تنہائی، روح کے مادے اور تمام علائق سے علیحدگی، جسم کی کثافت، روح میں مادے کی مداخلت، روح میں مادے کی مداخلت کو روکنا، روح میں پہلے سے موجود مادے کا انخلاء، کائنات کی وسعت اور کاریگری، روحانی علم کی کامیابی اور اس کے حصول کی مشکلات اور راہِ مغفرت کی رغبت۔

بائیس قسم کی تکالیف

بارہ قسم کی تکالیف سادھو اور سادھونی کو برداشت کرنی ہوتی ہیں: بھوک، پیاس،

سردی، گرمی، کپڑوں کے کاٹنے کی تکلیف، ننگے رہنا، ناپسندیدہ جگہ رہنا، جنسی جذبے کے تقاضے کو کچلنا، زیادہ چلنا، ایک وضع میں طویل وقفے میں بیٹھنا، زمین پر آرام کرنا، برا بھلا سننا، مار پیٹ سہنا، بھیک مانگنا، بھیک مانگنے پر بھیک نہ ملنا، بیماری، کانٹے گڑنا، جسمانی گندگی اور ناپاکیاں، بے عزتی سہنا، اپنے علم کی قدر دانی نہ ہونا، کسی نہ کسی درجہ میں اپنے جہالت کو موجود پانا، جین مت کے معتقدات کے سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

پانچ طرح کے اخلاقی معیار

پانچ طرح کے اخلاقی معیار: مکمل جمعیت قلبی، سکون قلب کے درھم برہم ہوجانے پر دوبارہ حاصل کرنا۔ مکمل اور غیر مشروط اہنسا جذبات اور خواہشات سے مکمل آزادی اور بے غرضی اور مثالی طرز عمل۔

چھ جسمانی ریاضتیں

چھ جسمانی ریاضتیں: مختلف اوقات میں روزے رکھنا، بھوک سے کم کھانا، خوراک کے سلسلہ میں اپنے اوپر مختلف طرح کی پابندیاں عائد کرنا، مثلاً فلاں شرط پوری ہوجائے جب ہی کھانا کھاؤں گا۔ وغیرہ، چھ پسندیدہ چیزوں کو یعنی گھی، دودھ، دہی، شکر، نمک، تیل میں سے درجہ بدرجہ ایک یا ایک سے زائد کو چھوڑتے رہنا۔

چھ باطنی ریاضتیں

چھ باطنی ریاضتیں: اس میں مختلف قسم کے کفارے جین مت کی مقدس ہستیوں کے لیے جذبہ عقیدت اور محبت کی پرورش، جین ولیوں اور بزرگوں کی خدمت، مقدس کتابوں کا مطالعہ، جسم اور اس کے متعلقات سے بے نیازی پیدا کرنا اور مراقبہ میں مکمل یکسوئی حاصل کرنے کی کوشش کرنا شمار کیے جاتے ہیں۔

سادھوؤں کے لیے پانچ قسمیں

۱- کسی جاندار کو نقصان نہ پہنچانے کی قسم کھانا۔

۲- سچ بولنے کی قسم کھانا۔
۳- کسی بھی ایسی چیز کو لینے سے انکار کرنا جو انہیں نہ دی گئی ہو۔
۴- جنسی لذتوں سے دست برداری۔
۵- ہر قسم کی دنیاوی چیزوں سے علیحدگی۔

اس وجہ سے مہاویر اپنے خاندان اور ملکیتی چیزوں سے دستبرار ہو گیا تھا، کسی ایک جگہ بھی قیام نہ کرتے تھے کہ کہیں نیا تعلق قائم نہ ہو جائے۔

دیوالی کا تہوار

دیوالی جو دیپاولی اور عید چراغاں کے ناموں سے بھی مشہور ہے ایک قدیم ہندو تہوار ہے، جسے ہر سال موسم بہار میں منایا جاتا ہے۔

یہ عید روحانی اعتبار سے اندھیرے پر روشنی کی، نادانی پر عقل کی، بُرائی پر اچھائی کی اور مایوسی پر اُمید کی فتح و کامیابی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس تہوار کی تیاریاں 9 دن پہلے سے شروع ہو جاتی ہوتی ہیں اور دیگر رسومات مزید 5 دن تک جاری رہتے ہیں۔ اصل تہوار اماوس کی رات یا نئے چاند کی رات کو منایا جاتا ہے۔ اصل تہوار شمسی-قمری ہندو تقویم کے مہینہ کارتیک میں اماوس کی رات یا نئے چاند کی رات کو منایا جاتا ہے۔ گریگورین تقویم کے مطابق یہ تہوار درمیان (اکتوبر) اور درمیان (نومبر) میں پڑتا ہے۔

اہمیت

بھارت میں "دیوالی" نہایت ہی خوشی کے ساتھ منایا جانے والا تہوار ہے، بالخصوص اس کی تیاریاں کافی دلچسپ ہوتی ہیں، لوگ گھر بار، دکان، کارخانے، دفاتر، صاف ستھرے کر لیتے ہیں اور سجا بھی لیتے ہیں، دیوالی بھارت کا ایک بڑا، عمدہ، خاص شاپنگ سیزن ہے۔ گھر بار کی ضروری اشیاء خریدی جاتی ہے، سونا چاندی، زر زیور بھی اس موقع پر خریدے جاتے ہیں۔

لوگ اپنے دوست و اقارب کو اور نوکر چاکر کو تحفے خرید کر دیتے ہیں، کارخانوں

کے اور تجارتی لوگ اپنے ہاں کام کرنے والے نوکروں کو مزدوروں کو "بونس" کے روپ میں ایک ماہ کی تنخواہ مزید تحفۃً دیتے ہیں۔

دیوالی ہندو، جین اور سکھ دھرم کے پیروکار مناتے ہیں، ان کے عقائد کے مطابق کئی قصے کہانیاں، قیاس آرائیوں پر مبنی داستانیں ہیں، جن کا اہم مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ دیوالی اندھیرے پر روشنی کا غلبہ نادانی پر دانشوری کا غلبہ برائی پر اچھائی کا غلبہ اور مایوسی پر امید کا غلبہ ظاہر کرنا ہے

ہندومت میں مذہبی اہمیت

مذہبی اعتبار سے ہندومت میں دیوالی کی اہمیت علاقائی سطح پر مختلف پائی جاتی ہے۔اس کی وجہ وسیع ملک اور کثیر تعداد میں مختلف عقائد کے پیروکار۔علاقائی داستانیں، قصے کہانیاں، ایقان وعقائد کی بنا پر مختلف رسم ورواج کو مانا جاتا ہے۔

بہت سارے لوگوں کے تصور میں رامائن کے مطابق، شری رام، سیتا اور لکشمن بن باس سے واپس ہونے کے موقع پر خوشی کا اظہار کرنا ہے۔

کئی لوگوں کے خیال میں مہابھارت کے مطابق، پانڈو کے اپنے 12 سالہ بن باس اور ایک سالہ اگیات واس سے واپس ہونے پر خوشی کا اظہار ہے۔ بہت سارے ہندو پیروکاروں کے مطابق دولت اور ثروت کی دیوی، وشنو کی بیوی لکشمی دیوی کی یاد میں منائے جانے والا تہوار" دیوالی" ہے، کائناتی دودھیا سمندر میں کھنگال کے موقع پر برائی پر اچھائی غلبہ پایا اور اس وقت لکشمی دیوی کا جنم ہوا، تب لکشمی نے وشنو کو اپنا شوہر مانا اور شادی کی۔

چند ہندو پیروکار مختلف دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔جیسے، کالی، گنیش، سرسوتی اور کُبیرا۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وشنو "ویکنٹھ" میں دوبارہ لکشمی کے پاس پہنچے، اس موقع کو خوشی کا موقع تصور کر کر لکشمی کی خوشنودی کے لیے پوجا کرتے ہوئے "دیوالی" مناتے ہیں،

بھارت کے مشرقی علاقے میں لکشمی پوجا نہیں کی جاتی، یہاں پر عموماً کالی پوجا کی جاتی ہے۔

بھارت کے شمالی علاقوں میں کرشن مشہور ہیں، اس لیے یہاں ان کی پوجا کی جاتی ہے، بھارت کے مغربی اور جنوبی علاقوں میں "ہندو نئے سال" کے روپ میں منایا جاتا ہے، اس موقع پر دولت کی دیوی لکشمی کی پوجا کی جاتی ہے، رُکاوٹوں کو دور کرنے والے گنیش، ادب موسیقی اور علم کی دیوی سرسواتی، خزانے اور حساب کتاب کے دیوتا "کُبیرا" کی پوجا کی جاتی ہے۔

مزید رسوم ورواج

یہ بات واضح رہے کہ دیوالی ایک دن کا تہوار نہیں بلکہ پانچ دن کے تہوار کا سلسلہ ہے۔ ہندو تقویم کے مہینے اشویں کے آخر میں اور کارتیک مہینے کی شروعات میں واقع ہوتا ہے۔ عام تقویم کے اکتوبر اور نومبر مہینے کے درمیان میں پیش آتا ہے۔

دیوالی اماوس کی رات کو منائی جاتی ہے، اماوَس گہری سیاہ رات ہوتی ہے، اس گہری سیاہ رات میں دیے روشن کر کے عید منائی جاتی ہے۔ دیوالی صرف دییوں کا تہوار ہی نہیں؛ بلکہ آواز، پٹاخے رنگولی، ذائقے، مٹھائیاں، جذبات اور روحانیت کا بھی تہوار ہے، جذباتی طور پر دیوالی سارے خاندان کو دوست احباب کو ایک جگہ جوڑتا ہے، اس تہوار کی تیاریاں ایک ہفتے پہلے سے ہوجاتی ہیں اور دیوالی کے دو دین پہلے سے ہی تقاریب کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور پانچ دن تک چلتا ہے۔

پہلا دن

اس دن گھر مکان کاروباری دفاتر، دکان گلی کوچے آنگن، کھیت کھلیان سبھی کو پاک وصاف کیا جاتا ہے اور ان مقامات کو سجانے سنوارنے کا کام شروع ہوجاتا ہے، ہندو پیروکاروں کے عقائد کے ماتحت، دولت کی دیوی لکشمی کی پوجا (دعا پرستش) کی جاتی ہے۔

اس دھنتیر اس کے دوران میں دِیے لگاتار جلائے جاتے ہیں، مانا جاتا ہے کہ یہ

دن دھنونتری کا جنم دن بھی ہے، جو ایک زبردست حکیم بھی تھے، ان کی یاد میں یہ دھنتیرس منایا جاتا ہے۔

دھنتیراس کا دن خرید وفروخت کے لیے بھی کافی مشہور ہے۔ اشیاء کے خرید و فروخت، دولت کی پوجا، لکشمی دیوی کی پوجا، اسی کو لکشمی پوجا بھی کہتے ہیں، کی جاتی ہے، دکانوں کو سجایا جاتا ہے، پوجا پاٹ کر کے مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں، ان مٹھائیوں کو پرساد یعنی تبرک بھی کہا جاتا ہے۔

دوسرا دن

اس کو چھوٹی دیوالی بھی کہا جاتا ہے، اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس دن رنگولی سے گھر آنگن کو سجایا جاتا ہے، اس دن چھوٹی چھوٹی پوجائیں بھی ادا کی جاتی ہیں۔ گھروں میں خواتین ہاتھوں میں مہندی (حنا) لگاتی ہیں اور میٹھے پکوان پکاتی ہیں جو دیوالی کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔

تیسرا دن

یہ اہم اور خاص تہوار کا دن ہوتا ہے، اس دن نئے کپڑے پہننا مخصوص ہے، شام میں دیے جلانا پوجا کی تیاریاں کرنا، رات میں لکشمی پوجا کا اہتمام کرنا مخصوص اور مقصود ہے، بھارت کے الگ الگ علاقوں میں، لوگ اپنے اپنے گھریلو دیوتاؤں کی پوجا کا اہتمام کرنا عام ہے۔

ان دیوی دیوتاؤں میں سرسوتی علم اور فراستکی دیوی گنیش کبیرا دولت کا دھنی) میں شامل ہیں، پوجاؤں کا مقصد نئے سال کے لیے دیوی دیوتاؤں کے ذریعے دھن دولت اور خوشحالی کو پانا اور استقبال کرنا ہے، ہندو پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ دولت کی دیوی دیوالی کے دن دنیا میں پرواز کرتی رہتی ہیں، لوگ دییوں کے ذریعے لکشمی کا استقبال کرتے ہیں، چھوٹے چھوٹے مٹی کے دیے جلانا ایک رواج ہے، دوست احباب کو مدعو کرنا تحفے تحائف پیش کرنا، تہوار کی نیک تمنائیں پیش کرنا اس دن کی خاصیت ہے،

مٹھائیاں تقسیم کرنا ایک نیک دستور مانا جاتا ہے پوجا کے بعد پٹاخے جلانا، خوشی کا اظہار کرنا، خوشی منانا خوشیاں بانٹنا دیکھا جاسکتا ہے، خاص طور پر بچوں کے لیے یہ تہوار نہایت ہی دلفریب مانا جاتا اور دیکھا جاتا ہے، ہمہ قسم کے پٹاخے جلائے جاتے ہیں، پٹاخے اور بارودی کریکرز جلا کر بدروحوں کو بھگائے جانے کا عقیدہ عام ہے، پٹاخے جلانے کے بعد لوگ گھروں میں واپس ہوتے ہیں، دعوتیں نوش کرتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں،

دیوالی نئے سال کے روپ میں بھی منائی جاتی ہے، نئے معاشی سال کے روپ میں بھی مانا جاتا ہے اور اپنے حساب وکتاب بھی اس موقع پر ختم اور شروع کرتے ہیں۔

چوتھا دن

یہ میاں بیوی کے لیے، ان کی خوشحالی کی دُعاؤں کے لیے مخصوص ہے، میاں اپنی بیوی کو تحفے تحائف پیش کرتا ہے، بیوی اپنے شوہر کی سلامتی کی دعائیں اور منتیں کرتی ہیں، اس دن کرشن کی یاد میں گوور دھن پوجا کی جاتی ہے، شادی شدہ لوگوں کے لیے یہ دن اشبھ (خراب) مانا جاتا ہے۔

پانچواں دن

یہ دیوالی کا آخری دن ہے، اس کو بھائی دوج" کہا جاتا ہے، یہ دن بھائی بہنوں کے لیے مخصوص ہے، یہ تہوار رکشا بندھن کی طرح ہی ہوتا ہے، اس دن بھائی اپنی بہنوں کے لیے، بہن اپنے بھائیوں کے لیے دعائیں، منتیں مانگتی ہیں، بھائی بہن ایک دوسرے کو تحفے پیش کرتے ہیں۔

ذیل میں دیوالی کے تہوار کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

دیوالی پر مبارک بادی دینا

غیر مسلموں کے مذہبی تہوار کے موقع پر انہیں مبارک باد دینا یا ان کی جانب سے ان کے نظریہ کے مطابق کسی مسلمان کو اس دن کی تعظیم کے متعلق کلمات کہنا اور مسلمان کا جواب میں مبارک باد دینا دونوں جائز نہیں۔ ابتداء مبارک باد دینا یا مبارک بادی کا

جواب دینا گویا ان کے نقطۂ نظر کی تائید ہے، جب کہ غیر مسلموں کے مذہبی تہوار مشرکانہ اعتقادات پر مبنی ہوتے ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لیے شرک سے بے زاری اور لاتعلقی کا اظہار ضروری ہے، اور مذہبی اعتقادات میں شرعی اَحکام کی تعمیل لازم ہے، اس سلسلہ میں کسی کی رضا یا ناراضی کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، مخلوق کی اطاعت اور ان کی رضا کی بجائے خالق کی اطاعت اور اس کی رضا کو مقدم رکھنا لازم ہے؛ لہذا دیوالی کی مبارک باد دینا یا مبارک بادی کے جواب میں مبارک باد کے کلمات کہنا جائز نہیں۔ اور اگر اس سے ان کے دین کی تعظیم یا اس پر رضامندی مقصود ہو تو کفر کا اندیشہ ہے۔ اگر آپ اس موقع پر ظاہری خوش خلقی نہیں دکھاتے اور ہندوستان میں آپ کے لیے مشکلات ہوسکتی ہیں، تو ان کی تقریب میں شریک ہوئے اور مبارک باد کا جواب دیے بغیر، حکمت کے ساتھ مناسب انداز میں ایسا جواب دے دیں کہ ان کے نقطۂ نظر کی تائید یا خوشی کا کوئی پہلو نہ نکلے، ذیل میں اضافی فائدے کے طور پر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمہما اللہ کی تحقیق "معارف القرآن" کے حوالے سے نقل کی جاتی ہے:

کفار کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہییں؟

یہ مضمون بہت سی آیات قرآنیہ میں مجمل اور مفصل مذکور ہے جس میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ موالات اور دوستی اور محبت سے شدت کے ساتھ روکا گیا ہے، ان تصریحات کو دیکھ کر حقیقتِ حال سے ناواقف غیر مسلموں کو تو یہ شبہ ہوجاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں غیر مسلموں سے کسی قسم کی رواداری اور تعلق کی بلکہ حسن اخلاق کی بھی کوئی گنجائش نہیں، اور دوسری طرف اس کے بالمقابل جب قرآن کی بہت سی آیات سے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور عمل سے خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) اور دوسرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے تعامل سے غیر مسلموں کے ساتھ احسان وسلوک اور ہم دردی وغم خواری کے احکام اور ایسے ایسے واقعات ثابت ہوتے

ہیں جن کی مثالیں دنیا کی اقوام میں ملنا مشکل ہیں، تو ایک سطحی نظر رکھنے والے مسلمان کو بھی اس جگہ قرآن وسنت کے احکام وارشادات میں باہم تعارض اور تصادم محسوس ہونے لگتا ہے؛ مگر یہ دونوں خیال قرآن کی حقیقی تعلیمات پر طائرانہ نظر اور ناقص تحقیق کا نتیجہ ہوتے ہیں، اگر مختلف مقامات سے قرآن کی آیات کو جو اس معاملہ سے متعلق ہیں جمع کر کے غور کیا جائے تو نہ غیر مسلموں کے لیے وجہ شکایت باقی رہتی ہے، نہ آیات وروایات میں کسی قسم کا تعارض باقی رہتا ہے، اس لیے اس مقام کی پوری تشریح کر دی جاتی ہے، جس سے موالات اور احسان وسلوک یا ہم دردی وغم خواری میں باہمی فرق اور ہر ایک کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی، اور یہ بھی کہ ان میں کون سا درجہ جائز ہے؟ کون سا ناجائز؟ اور جو ناجائز ہے، اس کی وجوہ کیا ہیں؟ بات یہ ہے کہ دو شخصوں یا دو جماعتوں میں تعلقات کے مختلف درجات ہوتے ہیں:

ایک درجہ تعلق کا قلبی موالات یا دلی مودت ومحبت ہے، یہ صرف مومنین کے ساتھ مخصوص ہے غیر مومن کے ساتھ مومن کا یہ تعلق کسی حال میں قطعاً جائز نہیں۔

دوسرا درجہ مواسات کا ہے، جس کے معنی ہیں ہم دردی وخیر خواہی اور نفع رسانی کے، یہ بجز کفار اہلِ حرب کے جو مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہیں، باقی سب غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔ سورۂ ممتحنہ کی آٹھویں آیت میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جس میں ارشاد ہے:

لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ [الممتحنة:8]

یعنی اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان کے ساتھ احسان اور انصاف کا سلوک کرو"۔

تیسرا درجہ مدارات کا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ظاہری خوش خُلقی اور دوستانہ برتاؤ کے، یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، جب کہ اس سے مقصود ان کو دینی نفع پہنچانا ہو یا وہ اپنے مہمان ہوں، یا ان کے شر اور ضرر رسانی سے اپنے آپ کو بچانا مقصود ہو، سورۂ آل عمران کی آیت مذکورہ میں إِلَّآ أَن تَتَّقُوا۟ مِنْهُمْ تُقَىٰةً سے یہی درجہ مدارات کا مراد ہے، یعنی کافروں سے موالات جائز نہیں، مگر ایسی حالت میں جب کہ تم ان سے اپنا بچاؤ کرنا چاہو، اور چوں کہ مدارات میں بھی صورت موالات کی ہوتی ہے؛ اس لیے اس کو موالات سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔ (بیان القرآن)

چوتھا درجہ معاملات کا ہے کہ ان سے تجارت یا اجرت و ملازمت اور صنعت و حرفت کے معاملات کیے جائیں، یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو، رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) اور دوسرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا تعامل اس پر شاہد ہے، فقہاء نے اسی بنا پر کفار اہلِ حرب کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے، باقی تجارت وغیرہ کی اجازت دی ہے، اور ان کو اپنا ملازم رکھنا یا خود ان کے کارخانوں اور اداروں میں ملازم ہونا یہ سب جائز ہے۔

اس تفصیل سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ قلبی اور دلی دوستی و محبت تو کسی کافر کے ساتھ کسی حال میں جائز نہیں، اور احسان و ہم دردی و نفع رسانی بجز اہلِ حرب کے اور سب کے ساتھ جائز ہے، اسی طرح ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ بھی سب کے ساتھ جائز ہے، جب کہ اس کا مقصد مہمان کی خاطر داری یا غیر مسلموں کو اسلامی معلومات اور دینی نفع پہنچانا یا اپنے آپ کو ان کے کسی نقصان و ضرر سے بچانا ہو۔ (معارف القرآن، [آلِ عمران:28] جلد دوم، ص:50، 51)

دیوالی منانے کے نقصانات

پٹاخے مختلف قسم کے کیمیکلز سے بنتے ہیں، جب جلائے جاتے ہیں، تو زہریلا

دھواں چھوڑتے ہیں جو فضائی آلودگی میں حصہ ڈالتے ہیں اور صحت کے لیے سنگین خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ پٹاخوں کی وجہ سے آلودگی پٹاخوں سے ہونے والی آلودگی کثیر جہتی ہے۔اس میں فضائی آلودگی، شور کی آلودگی، اور یہاں تک کہ مٹی اور پانی کی آلودگی بھی شامل ہے۔

پٹاخوں سے فضائی آلودگی خاص طور پر باریک ذرات (PM2.5 اور PM10) کے اخراج سے متعلق ہے، جو پھیپھڑوں اور خون کے دھارے میں گہرائی میں داخل ہوسکتی ہے، جس سے صحت کے شدید مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ پٹاخوں سے ہونے والی صوتی آلودگی سماعت میں کمی، تناؤ کی سطح میں اضافہ اور جنگلی حیات کو پریشان کرسکتی ہے۔مزید برآں، پٹاخوں کی باقیات مٹی اور آبی ذخائر کو آلودہ کرسکتی ہیں، جس سے پودوں اور جانوروں کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔

ماحول پر پٹاخوں کے مضر اثرات

پٹاخوں کے ماحولیاتی اثرات گہرے ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ جیسی گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج گلوبل وارمنگ اور موسمیاتی تبدیلی میں معاون ہے، جاری ہونے والی بھاری دھاتیں اور زہریلے کیمیکل پودوں پر جم سکتے ہیں، ان کی نشوونما کو متاثر کر سکتے ہیں اور خوراک کی زنجیر کو آلودہ کر سکتے ہیں۔مزید برآں، پٹاخوں کا شور جانوروں کو پریشان کرسکتا ہے، جس سے رویے میں تبدیلی، تناؤ اور بعض صورتوں میں موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔

پٹاخے پھوڑنے میں دسیوں ناجائز کام وجود میں آتے ہیں اور اس میں سینکڑوں دنیاوی نقصانات ہیں جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں۔

۱- کانوں کے پردے بار بار تیز آواز سے کمزور ہوتے ہیں

۲- اسکی روشنی سے آنکھیں کمزور ہوتی ہیں

۳- بارود آلود ہوا اور غبار حلق میں جانے سے حلق اور پھیپھڑوں کو نقصان ہوتا ہے۔

٤- اپنے اور دوسروں کے جان مال کے نقصان کا خطرہ

٥- اپنے ہاتھ پیر منہ جل جانے کا خطرہ بلکہ مشاہدہ

٦- اڑنے والے پٹاخوں کی وجہ سے گھروں میں اور خاص کر غریبوں کے کچے جھونپڑوں میں آگ لگ جانے کا خطرہ بلکہ مشاہدہ

٧- ہوا کا ماحول خراب کرنا

٨- راستوں میں کچروں کی بہتات

٩- کروڑوں روپیوں کی بربادی فضول خرچی۔

١٠- بوڑھے بیمار اور بچوں کا آواز سے ڈر جانا۔

١١- سونے والوں کو نیند میں خلل ڈالنا۔

١٢- ہسپتالوں کے قریب پھوٹنے کی وجہ سے مریضوں خاص کر زچہ بچہ کو تکلیف کا باعث ہونا...اڑنے والے پٹاخوں کی وجہ سے گھروں میں اور خاص کر غریبوں کے کچے جھونپڑوں میں آگ لگ جانے کا خطرہ بلکہ مشاہدہ ہے۔

١٣- پرندوں کے بچوں کا مر جانا۔

١٤- درختوں کے قریب پھوٹنے سے پرندوں کا بہرا ہو جانا۔

١٥- کاغذ جو کہ حصول علم کا ذریعہ ہے اسکی بے ادبی اور اسکا جلا دینا، یہاں تک کہ بعض مواقع پر دینی کاغذات حتی کہ قرآن کے اوراق بھی پٹاخوں میں مل جاتے ہیں جو کہ شدید بے ادبی ہے۔

اسلامی تعلیمات

اسلام جو کہ دین فطرت اور اعتدال پسند ہے، اس نے ماحولیات اور قدرتی وسائل (Natural sources) جیسے جنگلاتی وسائل (Forest Sources)، آبی وسائل (Alimental Sources) اور زمینی وسائل (Land Sources) کی

بقا اور تحفظ کی خاطر مختلف تعلیمات دی ہیں، جو درج ذیل ہیں: زندگی میں اعتدال مطلوب ہے، اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ زندگی اعتدال سے گزاری جائے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وکُلُوا وَاشْرَبُوا وَلاَ تُسْرِفُوا. (الاعراف:۳۱)

اور کھاؤ پیو، البتہ حد سے تجاوز نہ کرو۔

اور ایک دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے:

وَلاَ تُسْرِفُوا إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْن. (الانعام:۱۴۱)

اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

قرآن کی نظر میں

ہر وہ چیز جو صلاح و درستگی سے دور ہو جائے اور نفع کی صلاحیت کو کھودے وہ فساد ہے، اگرچہ اس کا غالب استعمال عقیدہ اور عمل کی خرابی کے لئے ہوتا ہے، لیکن کسی چیز کے نظام توازن اور اعتدال (Moderation) کو بگاڑنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، جس سے اس کی حقیقی افادیت آہستہ آہستہ ختم ہو جائے، فرمان الٰہی ہے:

وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللهُ لاَ يُحِبُّ الْفَسَادَ. (البقرة:۲۰۵)

اور جب وہ تمہارے پاس سے دور ہوتے ہیں تو ان کی ساری بھاگ دوڑ اس لئے ہوتی ہے کہ زمین میں فساد مچائیں اور کھیتی اور نسل کو تباہ کریں اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت، قدرت کاملہ اور ربوبیت کی شناخت اور ادراک کے لیے دو سے زائد آیتوں کے اندر زمین، ہوا، پانی، زندہ اور مردہ مخلوقات، شجر، حجر، پہاڑ، سمندر اور دیگر عجائبات عالم میں غور کرنے کی دعوت دی ہے اور کائنات کے اس نظام

توازن کی طرف اشارہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ. (النمل:۸۸)

یہ اس اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو محکم کیا ہے۔

ضیاعِ مال

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جو معمولی حالت میں ہو، خوب نمازیں پڑھنے والا ہو، گمنام ہو، لوگوں کے اندر اس کا کوئی خاص اہتمام نہ ہو اور اس کی روزی بقدر حاجت ہو اور وہ اس پر صابر ہو۔'' (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۴۱۱۷)

نیز آپؐ نے بقدر حاجت مال کو کامیابی کی علامت قرار دیا ہے، چنانچہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کامیاب وہ ہے جو اسلام لے آئے اور اسے بقدر ضرورت روزی مل جائے اور ملی ہوئی دولت پر اللہ تعالیٰ اسے قناعت کرنے والا بنادے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۵۴)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسراف اور کمی کے بغیر اپنے گھر والوں پر خرچ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر قرار دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

جب کوئی شخص زیادتی اور کمی کے بغیر اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے، تو اس کا یہ خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے درجہ میں ہوتا ہے۔'' (البر و لصلۃ للحسین بن حرب، ص: ۱۶۱، حدیث نمبر ۳۱۴)

اسلام میں شجر کاری کی اہمیت

اسلام کی ایک تعلیم یہ ہے کہ زیادہ شجر کاری کی جائے، چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

وَهُوَ الَّذِيَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِراً. (الانعام:۹۹)

اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس سے ہر چیز کے انکھوے نکالے، پھر ہم نے اس سے سرسبز شاخیں ابھاریں۔

یہ آیت ہمیں سبزہ کے اسباب پیدا کرنے کی طرف توجہ دلا رہی ہے، نیز شجر کاری کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے، جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان بھی پودا لگائے گا، اور اس سے کچھ کھالیا جائے گا، وہ اس کے لئے صدقہ ہوجائے گا اور جو چوری کرلیا جائے، وہ قیامت تک کے لیے اس کے لیے صدقہ ہوجائے گا۔'' (صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۵۵۲)

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان پودا لگائے گا یا کھیتی کرے گا اور اس سے کوئی پرندہ، انسان یا چوپایہ کھالے گا، وہ اس کے لیے صدقہ بن جائے گا۔ (بخاری شریف حدیث نمبر ۲۳۲۰، ۶۰۱۲)

اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شجر کاری کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

جو شخص پودا لگائے گا، اس کے لئے اس پودے سے نکلنے والے پھل کے بقدر ثواب لکھا جائے گا۔

(مسند احمد، حدیث نمبر ۲۳۵۲۰)

جانور کا تحفظ

اسلام کی ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ جانور کو بھی ناحق ہلاک نہ کیا جائے؛ کیوں کہ ماحولیات کے لازمی عناصر میں سے ایک عنصر وہ بھی ہے، چنانچہ حضرت شرید بن سویدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو کسی پرندہ کو بطور تفریح قتل کرے گا، وہ کل قیامت کے دن اللہ عزوجل کے سامنے فریاد کرتے ہوئے کہے گا کہ اے رب! فلاں نے مجھے تفریح کے طور پر قتل کیا، اور کسی فائدہ کی خاطر قتل نہیں کیا۔ (سنن نسائی، حدیث نمبر ۴۴۴۶)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو انسان کسی گوریا یا اس سے بڑی چڑیا کو ناحق مار ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے بارے میں سوال کرے گا، پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے، آپ نے جواب دیا کہ اسے ذبح کر کے کھائے، اور اس کا سر کاٹ کر کے پھینک نہ دے۔" (سنن نسائی حدیث نمبر ۴۳۴۹)

فضا کو خراب کرنا

بد بو پھیلانا مقامات عامہ پر بد بو پھیلانے سے روکا گیا ہے، کہ اس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی ہے، حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من أكل ثوما أو بصلا فليعتزلنا أو ليعتزل مسجدنا

جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے اور ہماری مسجدوں (نیز مقامات عامہ) سے دور رہے۔

مسلم شریف کی روایت میں اس حکم کی توجیہ بھی موجود ہے کہ جس سے انسانوں کو تکلیف پہونچتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی تکلیف پہونچتی ہے۔

کھلے عام گندگی پھیلانا درست نہیں

اسلام کی ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ کھلے عام گندگی نہ پھیلائی جائے تا کہ فضا مکدر اور مسموم نہ ہو، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلغم وغیرہ دفن کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> مسجد کے اندر بلغم جھاڑنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کردینا ہے۔(صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۵۲)

اور ایک روایت میں ہے:

> مسجد میں تھوکنا گناہ ہے، اوراس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے۔
> (صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۵۲)

ذکر کردہ اسلامی تعلیمات پر اگر انسانیت عمل پیرا ہوتو ماحولیات کے تحفظ اور آلودگی کی روک تھام کو یقینی بنایا جاسکتا ہے، یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے ماحولیات کے تحفظ اور اسے آلودگی سے بچانے کی طرف اس وقت توجہ دلائی، جب کہ انسان کو ماحولیات کی اہمیت کا صحیح اندازہ بھی نہ تھا۔

مراجع ومصادر

ہندو تہوار، حافظ عبدالبصیر صاحب

ہندو مذہب، پروفیسر محسن عثمانی ندوی صاحب

ہندو مذہب کی تاریخ، عبدالعزیز احمد صدیقی صاحب

ماحولیاتی آلودگی، مفتی اختر امام عادل قاسمی صاحب

شیخ الحدیث حبیب اللہ قاسمی صاحب کی فیس بک وال

دارالافتاء بنوریہ ٹاؤن کراچی ویب سائٹ

میڈی کوور ہاسپٹل ٹیم ویب سائٹ

ڈاکٹر مفتی شاہ جہاں ندوی، حافظ محمد نعیم اور سیف الاسلام صاحبان کے مضامین